Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Understanding of the Holy Quran & its Visualization Style in Meccan Chapters: A Review

فہمِ قرآن اور اسکا تصوراتی اسلوب (منظر کشی) مّکی سورتیں،ایک جائزہ

Dr. Asma Aziz
Assistant Prof. Departmet of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad

Ms. Aqsa Amjad
Departmet of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad

Ms. Saira Batool
Departmet of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad

Abstract

In the Holy Qur'an, a beacon of divine guidance, Allah Almighty illuminates various ordinances and historical narratives with unparalleled clarity and coherence. The systematic presentation of these edicts and events stands as a testament to the Quran's unique literary and spiritual stature. Particularly evident in the Meccan Surahs, the Quranic depiction of events transcends mere narration, offering vivid imagery that engulfs the reader, transporting them to the very scenes described. Noteworthy is the Quran's dual focus on past occurrences and future revelations, seamlessly intertwining historical accounts with prophetic foresight. Through its pages, the Quran unfolds the tapestry of earthly existence alongside glimpses of the hereafter, painting a comprehensive picture of human destiny and divine providence. Moreover, the Quranic narratives encompass the lives of prophets and the unfolding drama of the universe, serving as a timeless guide for all humanity. Preserved in its original form, the Quran

CC BY

remains an eternal source of enlightenment and moral rectitude for present and future generations alike. Its profound insights and timeless wisdom continue to inspire growth and guidance for all nations, transcending temporal and cultural boundaries.

Keywords: Holy Quran, Meccan Chapters, Visualization Style, Understanding, Comprehension, Learning

تمہید

قرآن پاک ایک معجزاتی کلاتی ہے۔ یہ آخری آسمانی الہامی کتاب ہے جو کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ پر نازل ہوئی۔ قرآن مجید میں ہر طرح کے احکامات موجود ہیں۔ واقعات کے ذریعے مناظر کے ذریعے انسان کو سمجھا دیا گیا ہے۔ اس میں جو موضوع بیان کیا گیا ہے اس کا بنیادی مقصد سادہ ترین الفاظ میں قرآن کریم کے مناظر بیان کرنا ہیں۔ وہ مناظر جس کو پڑھ کر انسان ہدایت کی راہ اختیار کرے۔ اور انسان دین کی راہوں پر دارومدار ہو کر زندگی بسر کرے۔ آخر کار انسان اپنے ہر عمل کا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔

۱۔دوزخ کی منظر کشی

دوزخ Percian کا کلمہ ہے جو کہ دو کلموں کا یکجا ہے۔ "دو" اور "زخ" عربش کا کلمہ ہے۔ اس کا بہترین معنیٰ "چنگاری" اور "چمک" ہیں۔ یعنی آگ میں چمک ہے۔(۱)

"وَاِنَّ جَہَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ"(۲)

(اور یقیناً جہنم کفار کو چاروں اطراف سے گھیرے ہوئے ہیں۔)

دوزخ میں ملحد، منافق اور عیسائی جائیں گے۔ دوزخ کی چند وادیوں کے نام یہ ہیں:

جَحِيْم، جَہَنَّمْ، سغیر، سقر، لظٰی، ہاویہ، حلمہ

۱.۱۔دوزخی کی سزائیں

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا انکار کرتے تھے ان کے لیے دوزخ میں کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہو گی۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار اور انبیاء کو ماننے سے انکار کرتے تھے۔ قیامت کے دن الملئکۃ ان لوگوں کے گلوں میں لوہے کا بھاری حلقہ ڈالیں گے اور ان بھاری حلقوں میں لوہا ہو گا اور ثانی حصہ ملئکۃ کے ہاتھوں میں ہو گا۔ پھر ان دوزخیوں کو کھینچ کر کھولتے ہوئے پانی میں لایا جائے گا پھر النار میں ڈال دیا جائے گا۔ جہنم میں جہنمیوں کے حد سے زیادہ پیاس لگے گی۔(۳)

تو ان کو ایسا پانی ملے گا جو کہ پیپ سے ملتا جلتا ہو گا۔ جس کو ہر جہنمی قطرہ قطرہ لے کر پیئے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

۱۔"وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا"[۴]

(اور گنہگاروں کو سخت پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ہانکتے لے جائیں گے۔)

۲۔"مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ"[۵]

(اس کے سامنے دوزخ ہے جہاں وہ پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔)

۳۔"اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ o فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ"[۶]

(جبکہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں اور جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔)

۴۔"لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا o اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا"[۷]

(نہ کبھی اس میں خنکی کا مزہ چکھیں گے نہ پانی کا (سوائے گرم پانی اور بہتی) پیپ کے۔)

۵۔"تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ"[۸]

(نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا۔)

۱.۲۔دوزخیوں کا طعام

وہ لوگ جو مسلسل اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے اُن کے لیے دوزخ میں تھوہر کا درخت اور دہکتی ہوئی نار ہو گی۔ تھوہر کا درخت انکار کرنے والوں کے لیے ہے جو مذاق اُڑاتے تھے اور کہتے تھے یہ درخت محض مزیدار چیز کے علاوہ کچھ نہیں ہے لیکن قرآن بتاتا ہے کہ تھوہر کا درخت کوئی مزیدار شے نہیں ہے یہ بلکہ یہ خود النار میں وجود پایا ہے اور نار میں رہا ہے اس کے پھل ایسے ہیں کہ اس کو دیکھنا بہت مشکل ہے۔[۹]

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ o طَعَامُ الْاَثِيْمِ o كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ o كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ o"[۱۰]

(بے شک زقوم (تھوہر) کا درخت گنہگار کا کھانا ہے۔ جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔ مثل تیز گرم پانی کے۔)

یہ اسی طرح ہے جیسے سانپ کی قبالت ہو بس اس جیسے درختوں سے کافروں کا بلاوا ہو گا وہ لوگ شدید بھوک کی وجہ سے اس درخت سے کھانا پڑے گا اور وہ بھوک کی بے چینی کی وجہ سے اسی سے کھائیں گے اور تھوہر کا درخت ظالموں کا طعام ہے۔ دوزخیوں کا طعام ہے۔ اس طعام سے ان کی بھوک کبھی ختم نہیں ہو گی۔ ارشادِ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱۔"لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ o فَمَالِـــُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ"[۱۱]

(البتہ کھانے والے ہو تھوہر کا درخت اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو۔)

۲۔"لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ"[۱۲]

(ان کے لیے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہو گا۔)

OPEN ACCESS
CC BY

دوزخ کی نار کا دھواں جو ایک سائے کی طرح اونچا ہو گا جو کہ تین ڈالیوں میں منقسم ہو گا نار کی ایک عمارت اتنی اونچی ہو گی کہ اوپر سے ایسی ایسی چنگاریاں پھینکی جائیں گی اور وہ ایسے نکلیں گی جیسے گہرے کلر کے اونٹ ہوں۔ دوزخ میں نار کی چنگاریاں بہت طویل ہوں گی اور ہر طرف سے دوزخیوں کو احاطہ کیا ہوا ہو گا اور کوئی صراط نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔"اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍo لَّا ظَلِيْلٍ وَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِo اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ"(۱۳)

(چلو تین شاخوں والے سائے کی طرف جو دراصل نہ سایہ دینے والا ہے اور نہ شعلے سے بچا سکتا ہے۔ یقیناً دوزخ چنگاریوں پھینکتی ہیں جو مثل محل کے ہے۔)

۲۔" تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً"(۱۴)

(وہ دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے۔)

۱.۳۔''سِجِّيْن''کا عمل

"سِجِّيْن" کا مطلب "قیدیوں کے رہنے کی جگہ" ۔ یہ اس مقام کو کہتے ہیں جس جگہ کفار کی روحوں کو قید کیا جائے گا۔ اور وہ وہیں پر ان کے وہ اعمال ہوں گے جو دنیا میں وہ کرتے تھے۔ سجین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ مقام سات دھرتیوں کے تلے ہے۔(۱۵)

"كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ؕ"(۱۶)

(یقیناً بدکاروں کا نامہ اعمال سجّین ہے۔)

۱.۴۔دوزخ کی مدت

حقیقت میں ایک لفظ "احقاب" جو "حقبہ" کی جمع ہے جو کہ بہت لمبے عرصے کو کہا جاتا ہے۔ یعنی کہ کفار کی جہنم میں ٹھکانے کا عرصہ ایک کے بعد ایک اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ کچھ لوگوں نے اس کلمے سے جو دلیل اختیار کی ہے وہ کہتے ہیں جو کہ نافرمان افراد ہیں وہ ایک لمبا عرصہ دوزخ میں گزاریں گے۔ اور پھر نکال دیے جائیں گے جو کہ بالکل غلط دلیل ہے قرآن پاک نے اس کی کھلی وضاحت کی ہے۔(۱۷)

"اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًاo لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًاo لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا"(18)

(بے شک دوزخ گھات میں ہے سرکشوں کا ٹھکانہ وہی ہے اس کے میں وہ مدتوں تک پڑے رہیں گے۔)

۲۔جنت کی منظر کشی

جنت کے لفظی معنی ہر اس باغ کے ہیں۔ جس کے درخت زمین کو چھپالیں جنت سے مراد ایسا عظیم الشان باغ جو نیکوکاروں کے لیے عالم آخرت میں بے شمار نعمتیں لیے ہوئے ہیں۔ جنت کو دارالثواب کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ مخفی ہے۔(19)

OPEN ACCESS
CC BY

۲.۱ جنت کی خوبیاں

ا۔"جنت میں بھوک اور پیاس نہیں ہو گی۔"[20]

۲۔"جنت کے پھل اور بہاریں دائمی ہوں گے۔"[۲۲]

۳۔"جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کی وسعت کے برابر ہے۔"[۲۳]

۴۔"وہاں کوئی لغو اور جھوٹی بات وہ نہ سنیں گے۔"[۲۴]

۵۔"اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھل۔"[۲۴]

جنت میں ہر آسائش موجود ہو گی جس سے اہلِ جنت فائدہ اُٹھائیں گے۔

جنت کی زندگی ایسی ہے کہ جس میں کسی قسم کی نہ کوئی محنت و مشقت یا تھکاوٹ کا احساس ہو گا اور نہ ہی کوئی رنج و غم ہو گا اور نہ ہی کسی نعمت کے چھن جانے کا ڈر ہو گا۔ قرآن کریم سے ہمیں جنت کی ایسی خوبصورت اور دلکش تصویر ملتی ہے جس میں بے شمار نعمتوں کا ذکر ہے جہاں دائمی پھل لازوال سایے اور بے حساب رزق موجود ہے۔

۲.۲ جنت کی نعمتیں

جنت یا جنات یعنی باغ یا باغات کے ساتھ نہر کا تصور ایک فطری و قدرتی عمل ہیں۔[۲۵]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پچاس سے زیادہ مرتبہ "انہار" یعنی نہروں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ"[26]

(جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک اعمال کیے یقیناً ان کے لیے جنت کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔)

جنت میں صرف پانی ہی نہیں بہے گا بلکہ اس میں تو شہد، شراب اور دودھ کی بھی نہریں رواں دواں ہوں گی۔ جنت میں چار طرح کی نہریں بہتی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ"[27]

(اس جنت کی کیفیت جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں کچھ نہریں متغیر نہ ہونے والے پانی کی ہوں گی، کچھ نہریں ایسے دودھ کی ہوں گی جس کا مزہ کبھی بدلے گا نہیں، کچھ نہریں ایسی شراب کی ہوں گی جو پینے والوں کے لیے خوش ذائقہ ہو گی۔ کچھ نہریں خالص شہد کی ہوں گی، اور وہاں ان کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہو گی۔)

اللہ تعالیٰ جنتیوں کے لیے ایک خاص نعمت چشموں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

"اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ o اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ"[28]

CC BY

(بے شک متقی لوگ اس روز باغوں اور چشموں میں ہوں گے، جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا اسے خوشی خوشی لے رہے ہوں گے۔ وہ اس دن کے آنے سے پہلے نیکوکار تھے۔)

یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اس نے جنتیوں کے لیے ایسی ایسی نہریں تیار کی کہ جن میں دودھ، شہد اور شراب ہیں جو کہ ہر آفات و نقصان سے پاک ہیں اور یہاں تک چشموں کا ذکر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ "(29)

(یقیناً تقویٰ اختیار کرنے والے لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔)

اہلِ جنت پر اللہ تعالیٰ نے بے شمار مہربانیاں کی ہیں۔ مومنوں کے لیے جنت میں حوریں بھی ہوں گی جو کہ بہت خوبصورت ہوں گی۔(30)

حورانِ جنت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"وَحُوْرٌ عِيْنٌ o كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُـؤِ الْمَكْنُوْنِ"(31)

(اور ان کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔)

ان حوروں کی خوبی یہ ہو گی کہ ان کو پہلے جنتیوں نے چھوا نہیں ہو گا۔

جنتی لوگ ایسے ایسے بچھونوں پر بیٹھیں گے جس پر گاؤ تکیوں کی قطاریں ہوں گی اور وہ بچھونے اس قدر نرم، نفیس ہوں کہ جنتیوں کو کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ یا عار محسوس نہ ہو گی۔(۳۲)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰي فُرُشٍۢ بَطَاۗىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ وَجَنَا الْجَنَّـتَيْنِ دَانٍ"(۳۳)

(جنتی لوگ ایسے فرشوں پر تکیے لگا کے بیٹھیں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے اور باغوں کی ڈالیاں پھلوں سے جھکی پڑ رہی ہوں گی۔)

سورۃ الواقعۃ میں فرمایا ہے:

"وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ"(۳۴)

(اونچی نشست گاہوں میں ہوں گے۔)

جنت کے پھل دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے۔

"وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّـلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا"(35)

(جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہو گی اور اس کے پھل ہر وقت ان کے بس میں ہوں گے (کہ جس طرح چاہیں انہیں توڑ لیں۔)

OPEN ACCESS

جنتی پھلوں کو اللہ تعالیٰ نے چند خصوصیات سے نوازا ہے جیسے:[35]

جنتی پھلوں کا ذخیرہ کبھی بھی ختم نہ ہو گا۔

جنتی پھل کسی بھی قسم کی خرابی کا شکار نہ ہوں گے۔

جنت میں ہر موسم کے پھل موجود ہوں گے۔

جنتی پھل گٹھلی کے بغیر ہوں گے جنتی پھل شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے بھی زیادہ نرم ہوں گے۔

جنتیوں کو اعلیٰ قسم کے لباس اور زیورات پہنائیں جائیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُـؤْلُـؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ“[37]

(ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں لوگ داخل ہوں گے وہاں انہیں سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا وہاں ان کا لباس ریشم ہو گا۔)

جنت میں پھلوں کے علاوہ کھانے پینے کے لیے گوشت بھی ہو گا اور ہر قسم کا ہو گا تاکہ جس کو جو پسند ہو وہ کھائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

” وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ“[38]

(اور (خدمتگار جنتیوں کی خدمت میں) پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا چاہیں استعمال کریں۔)

سورۃ الطور میں فرمایا:

”وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاکِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ“[39]

(ہم ان کو ہر طرح کے پھل اور گوشت میں چیز کو بھی چاہے گا خوب دیے چلے جائیں گے اور ایسی بہت سی نعمتیں ہیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا جو کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لیے تیار کر رکھی ہے۔)

۲.۳ جنت کی مدت

چونکہ یہ دنیا فانی اور ہر انسان اپنے اعمال کے باعث جنت یا دوزخ میں جائیں گے اور جو لوگ جنت میں جائیں گی وہ ہمیشہ وہیں رہیں گے کیونکہ آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے جو کہ ہمیشہ رہے گی اس لیے جنت کی کوئی مدت نہیں ہے۔ اہلِ مومنین ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

CC BY

۳۔ قیامت کی منظر کشی

۳.۱۔ معنی و مفہوم

قیامت کے لغوی معنی ہیں ظلم و ستم، قہر و غضب، بلا، آفت، مصیبت، بے چینی و اضطرب، سب کے مرنے کا دن۔ [۳۶]

۳.۲۔ قیامت کا یقیناً آنا

قیامت "کاذبہ" نہیں بلکہ یہ حق ہے۔ ہر صورت میں آنے والی ہے۔ اس دن نہ تو دوبارہ آنا ہے اور نہ ہی وہاں سے لوٹنا ہے۔

کاذبہ مصدر ہے جیسے "عاقبہ" اور "عافیہ" وہ دن پست کرنے والا اور ترقی دینے والا ہے۔ یعنی بہت سے لوگ پست ہو کر جہنم میں پہنچائے جائیں گے جو کہ دنیا میں بڑی ذی عزت اور وقار والے تھے۔

"اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰىo" [۳۷]

(بے شک قیامت آنے والی ہے قریب تھا کہ میں اسے چھپاؤں کہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے۔)

۳.۳۔ کائنات کا درہم برہم ہونا

قیامت کے دن ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ تمام ستارے کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ آسمان میں تڑاریں آجائیں گی، پہاڑ اڑتے پھریں گے۔ کوئی بھی چیز باقی نہیں رہے گی۔ جن جن قوموں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر آئے اور بھیجے گئے اپنی اپنی قوموں پر گواہی دینے کے لیے اس وقت موجود ہوں گے۔ [۳۸]

"فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْoوَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْoوَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْo وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْo" [۳۹]

(پس جب اس وقت ستارے بے نور کر دیے جائیں گے اور جب آسمان میں شگاف پڑ جائیں گے اور جب پہاڑ خاک بنا کر اڑا دیے جائیں گے اور تب رسولوں کو مقررہ اکٹھا کیا جائے گا۔)

۳.۴۔ صور کا پھونکا جانا

صور یعنی قرنا، یا لوق یا پھر نرسنگھا ہے۔ اگر آج کے دور کی بات کی جائے تو جیسے فوج کو اکٹھا کیا جائے بگل کا استعمال کر کے۔ صور کو تین بار پھونکا جائے گا۔ پہلا نفخۃ الفزع" جو زمین و آسمان میں موجود مخلوق کو سہما دے گا۔ پھر دوسرا "نفخۃ الصعق" سنتے ہی سب ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر تیسرا "نفخۃ القیامہ لرب العالمین" ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ ایک جھڑکی دے گا اور مخلوق اٹھ کھڑی ہو گی۔ [۴۰]

"يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًاo" [۴۱]

(جس دن صور پھونکا جائے گا اور گنہگاروں کو ہم اس دن (دہشت کی وجہ سے) نیلی پیلی آنکھوں کے ساتھ گھیر لائیں گے۔)

OPEN ACCESS

۳.۵۔ پہاڑ اور زمین کی حالت

"فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌo"(۴۲)

(زمین اور پہاڑ اٹھا کر ایک دم چور چور کر دیے جائیں گے۔)

"اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَاo"(۴۳)

(جب زمین تھر تھرا دی جائے گی جیسے اس کا تھر تھرانا طے ہے۔)

۳.۶۔ چاند اور سورج کا بے نور ہونا

سورج اور چاند بالکل بے نور ہو جائیں گے اور اس کو لپیٹ کر زمین پر پھینک دیا جائے گا۔

سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سورج، چاند اور ستاروں کو لپیٹ کر بے نور کر کے سمندروں میں ڈال دیا جائے گا اور پھر مغربی ہوائیں چلیں گی اور آگ لگ جائے گی۔

"اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْoوَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْo"(۴۴)

(جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔)

۴۔ زمین و آسمان کی منظر کشی

۴.۱۔ آسمان اور زمین کا پیدا کرنا

آسمان اور زمین کی طرف دیکھا جائے تو وہ انتہائی وسیع و بلند ہیں۔ جب اندھیرا چھا جائے تو ستارے چمکتے ہیں۔ آسمان کو خوبصورت بناتا ہے۔ اسی طرح جب زمین کی طرف نگاہ ڈالی جائے تو بہت ہی طویل اور پھیلی ہوئی ہے۔ پانی کی طرح نرم نہیں بلکہ سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔(۴۵)

"اَوَ لَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ"(۴۶)

(جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔)

"اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ"(۴۷)

(اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا۔)

۴.۲۔ آسمان میں برج

جو برج آسمان میں ہیں ان کا مطلب ہے کہ "بلند"۔ آسمان میں جو کچھ ہے رکنے والے ہیں یا حرکت کرنے والے۔ بروج کا مطلب آسمان کے ستارے ہیں جو حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہ چوکی پہرے چوکیداری کے برج ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ اس کا مطلب شمس قمر کی

CC BY

منازل ہیں۔ عطیہؒ کہتے ہیں وہ مقامات جہاں چوکی کے پہرے ہیں اور جس جگہ سے شیطان کو مار پڑتی ہے۔ یا کہ وہ اللہ اور فرشتوں کی گفتگو نہ سن لے۔[۴۸]

"وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ٥"[۴۹]

(یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور دیکھنے والوں کے لیے اسے سجا دیا گیا ہے۔)

۴.۳۔ زمین و آسمان کی نعمتیں

اللہ تعالیٰ نے حق کی راہ کو وضاحت سے بیان کر دیا۔ ان راستوں میں برے اور اچھے راستے بھی تھے۔ اگر اللہ چاہتا تو ان راستوں میں فرق ہوتا ہی نہ۔ لیکن حق کی راہ کو چننا انسان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ کون سی راہ اختیار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش کو برسایا جس میں انسان کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ زمین میں نباتات، ترکاری اگائے۔ درخت، اناج، وسیع ذخائر پیدا کر دیے۔ زیتون، اجوہ، انگور، پھل فروٹ پیدا کر دیے۔ کچھ انسان کے کھانے کے لیے مستعمل ہے اور کچھ کاروبار کے لیے مفید ہے۔ درختوں کو کوہ طور میں پیدا کر دیا۔ زیتون کے درخت جو چکنائی اگاتا ہے۔ انسان کے لیے نہایت بہتر ترکاری ہے۔[۵۰]

"هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ٥"[۵۱]

(وہی تمہارے لیے فائدے کے لیے آسمان سے پانی برساتا ہے جسے تم پیتے بھی ہو اور اسی سے اگے ہوئے درختوں کو تم اپنے جانوروں کو چراتے ہو۔)

۴.۴۔ پہاڑوں کا وجود

اللہ تعالیٰ نے کرہ الارض کو لوگوں کے لیے فرش بنادیا ہے۔ کرہ الارض کو ہموار کر دیا۔ پہاڑوں کو بنادیا اور زمین میں گاڑ دیا۔ پہاڑوں کو مضبوط قائم رکھنے کے لیے میخیں بنادیں تاکہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں۔[۵۲]

"وَ الْجِبَالَ أَرْسَاهَا"[۵۳]

(اور پہاڑوں کو گاڑ دیا۔)

"وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا"[۵۴]

(اور پہاڑوں کو میخیں (نہیں بنایا)؟)

CC BY

۵. معراج النبیﷺ کی منظر کشی

۵.۱ معراج کے لغوی و اصطلاحی مفہوم

معراج کے معنی اوپر چڑھنے کی چیز، سیڑھی، زینہ، نردبان، اصطلاح میں حضور اکرم ﷺ کا براق کی سواری پر عرش الٰہی تک جانا اور تجلیات الٰہی کا نظارہ کرنا، اسرار ربانی کے انکشاف سے عروج پانے کا وقت، معراج مصطفی ﷺ۔(۵۵)

۵.۲ واقعہ معراج

حضرت جبرئیلؑ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کو معراج کی خوشخبری سنائی اور آپ ﷺ کا پیارا سینہ چاک کرکے آب زم زم سے دھویا گیا۔ پھر ایمان کی مٹھاس سے بھر دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ براق پر سوار ہوئے۔ مسجد اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا۔ بیت المقدس میں نبی کریم ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ پھر وہاں سے تمام آسمانوں میں تشریف لے گئے۔ حضرت جبرائیلؑ نے تمام آسمانوں کے دروازے کھلوائے۔

اول آسمان پر حضرت آدمؑ سے ملاقات ہوئی۔ دوم آسمان پر حضرت یحیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے پھر سوم آسمان پر حضرت یوسفؑ سے چہارم آسمان پر حضرت ادریسؑ سے پنجم آسمان پر حضرت ہارونؑ سے ششم آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے آخری آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی۔ پھر نبی کریم ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ حضرت جبرائیلؑ نے آگے جانے سے معذرت کرلی۔ پھر پیارے نبی کریم ﷺ آگے بڑھتے چلے گئے۔ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

مختلف نعمتیں عطا کی گئیں۔ امت کے لیے نمازیں فرض ہوئیں۔ بعض سیاہکاروں کی نبی کریم ﷺ نے شفاعت فرمائی۔ جنت و دوزخ کی سیر کی۔ پھر دنیا میں اپنی جگہ واپس تشریف لے آئے۔(۵۶)

”سُبْحٰنَ الَّذِیٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِی۔۔۔“(۵۷)

(پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔۔۔)

”عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰیO عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰیO“(۵۸)

(سدرۃ المنتھیٰ کے پاس۔ اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے۔)

٦. قوم نوحؑ کی منظر کشی

٦.۱ تبصرہ قوم نوحؑ

قرآن اور بائبل کی تفصیلات سے بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم جس سرزمین میں رہتی تھی اسے عراق کہا جاتا ہے۔ اگر بائبل کی قدیم کتب ملیں تو ان میں بھی ذکر پایا جاتا ہے۔ قرآن اور تورات میں بھی قصہ پایا جاتا ہے۔(۵۹)

”لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ۔“(٦٠)

OPEN ACCESS
CC BY

(ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا: اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔)

حضرت نوحؑ کی قوم کے جو حالات قرآن میں بتائے گئے ہیں وہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم نہ صرف اللہ کی موجودگی کی منکر تھی بلکہ شرک کا بھی ارتکاب کرتی تھی۔ اس بنیادی گمراہی کی وجہ سے قوم میں بے شمار برائیاں پیدا ہو گئیں۔ ان لوگوں کو ماننے والا ایک ایسا گروہ تھا کہ جو خود کو ہر چیز کا مالک کہتے تھے۔ تمام لوگوں میں فرق کرتے تھے۔ ظلم و ستم کرتے تھے۔ رویوں کے لحاظ سے نفرت اور کینہ بھرا پڑا تھا۔ حضرت نوحؑ نے ایک عرصہ تک اس قوم کو بدلنے کی کوشش کی لیکن ان لوگوں کے لیے حضرت نوحؑ کی اصلاح کی کوئی تدبیر کام نہ آئی۔[٦١]

٦.٢۔ کشتی بنانے کا حکم

سورۃ المومنون کی آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ اور سورہ ھود میں بھی اس کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ کشتی کا منظر عیاں ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ کو لکڑی سے کشتی بنانے کا حکم دیا گیا۔ طول ۸۰ ہاتھ اور عرض ۵۰ ہاتھ تھا۔ روغن کیا گیا۔ قتادہ کے مطابق طول تین سو ہاتھ عرض ۵۰ ہاتھ تھا۔ حسن کے مطابق طول ۶۰۰ ہاتھ عرض ایک سو ہاتھ بتلا دیا۔ بعض کے مطابق کشتی بناتے ہوئے ۱۰۰ سال لگے۔ بعض کے مطابق ۴۰ سال لگے۔ اللہ کے حکم سے موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ تنور ابلنے لگے۔ جمہور سلف و خلف کے مطابق "تنور" کا معنی صبح کا پھوٹنا اور فجر کا روشن ہونا منقول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو جاندار مخلوق ہر نر مادہ کو سوار کرنے کا حکم دیا۔ نباتات بھی تھے۔ پرندوں، طوطا، حیوانات، گدھا کو سوار کیا گیا۔ پھر حکم ہوا واھل الامن سبق علیہ القول یعنی کشتی میں اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو بھی سوار کر لو اور جو لوگ ایمان نہیں لائے اور حضرت نوحؑ کا بیٹا یام بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو لوگ سوار کرنے کے قابل نہیں تھے جب اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو ہلاک کر دیا تو زمین کو پانی نگل جانے کا حکم دے دیا۔ تمام کفار کا خاتمہ ہو گیا۔ کشتی اپنے سواروں سمیت جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔[٦٢]

"وَ اصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَ وَحۡيِنَا وَ لَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا‌ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ‏o"[٦٣]

(اور ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے تیار کر اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کوئی بات چیت نہ کر وہ پانی میں ڈبو دیے جانے والے ہیں۔)

۷۔ سلطنت سلیمانؑ کی منظر کشی

۷.۱۔ سلطنت سلیمانؑ

صرف اللہ تعالیٰ نے جو بادشاہت حضرت سلیمانؑ کو عطا کی تھی انسانوں پر ہی نہیں بلکہ جنوں اور انسانوں پر بھی حکومت تھی۔ حضرت سلیمانؑ کا ایک لشکر تھا جب بھی یہ لشکر چلتا تھا تو اس میں تمام پرندے، جن، انسان شامل ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ جو وہ آپس میں بات چیت کیا کرتے تھے۔ وہ ساری ملاقات حضرت سلیمانؑ کو سمجھ آجاتی تھی۔ یہاں تک کہ پرندے

OPEN ACCESS
CC BY

حضرت سلیمانؑ سے بات چیت کیا کرتے تھے۔جنات بھی حضرت سلیمانؑ سے گفتگو کیا کرتے تھے۔لشکر کے تمام افراد میں نظم وضبط برقرار تھا۔(۶۳)

”وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَO“(۶۴)

(اور سلیمان کے لیے ان کے سارے لشکر جمع کر دیے گئے تھے جو جنات، انسانوں اور پرندوں پر مشتمل تھے۔چنانچہ انہیں قابو میں رکھا جاتا تھا۔)

۴.۷. ملکہ سبا کا واقعہ

سبا جو کہ ایک قوم تھی جو یمن میں آباد ایک علاقے میں تھی۔اس قوم کی حکمرانیت ایک عورت کے ہاتھ میں تھی۔اس عورت کا نام روایات کے مطابق ”بلقیس“ تھا۔یہ علاقہ حضرت سلیمانؑ کے انڈر تھا۔اور بلقیس نے اس پر خفیہ قبضہ کیا ہوا تھا۔جس کی خبر ”ہدہد“ نے دی تھی۔حضرت سلیمانؑ نے خط کے ذریعے ملکہ سبا کو دعوت دی۔حضرت سلیمانؑ نے اہل دربار میں خاص طور پر جنات کو مخاطب کیا۔کون ہے جو اس ملکہ کا تخت اس کے آنے سے پہلے لے کر آئے۔جنات میں ایک جن نے کہا دربار ختم ہونے سے پہلے اس کا تخت لے کر آؤں گا۔اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے پلک جھپکنے سے پہلے لے کر آؤں گا۔بلقیس چونکہ سمجھدار عورت تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تعریف فرمائی۔ملکہ بلقیس کے اندر حضرت سلیمانؑ کی شان وشوکت دیکھ کر مزید عظمت پیدا ہوگئی۔حضرت سلیمانؑ نے ایک شیش محل بنوایا تھا۔اس کے صحن میں پانی کا حوض تھا۔جب بلقیس محل میں داخل ہونے کے لیے چلی تو اس نے گزرنے کے لیے پائنچے اوپر کر لیے۔حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ ایسی کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس حوض کے اوپر شیشہ چڑھا ہوا ہے۔اس کے اوپر سے گزرنے کے لیے پانی میں بھیگنا کے کوئی ڈر نہیں ہے۔

”فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَOوَ الشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍO“(۶۵)

(پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا۔وہ آپ کے حکم سے جہاں آپ چاہتے نرمی سے پہنچا دیا کرتی تھی اور طاقتور جنات کو بھی (ان کے ماتحت کر دیا) ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو۔)

۸. اصحاب کہف کی منظر کشی

ملک روم میں دقیانوس نامی ایک بت پرست بادشاہ تھا جو شرک کے ساتھ ساتھ اور بتوں کی پوجا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی حد تک ظالم تھا۔وہ اپنی عوام کو زبردستی بت پرستی کرواتا تھا۔جو انکار کرتا تھا۔ان کو مار ڈالنے کی دھمکی دیتا تھا۔روم کے علاقوں میں ایک شہر تھا جس کو عربی میں طرطوس کہا جاتا ہے۔اسی سٹی میں کچھ افراد جو کہ امیر ترین تھے رہتے تھے۔توحید پر ایمان لاتے تھے۔دقیانوس نے ان لوگوں سے بت پرستی کرنے کے لیے کہا۔ان لوگوں نے صاف انکار کر دیا۔اس پر اس دقیانوس نے مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ان جوانوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں جو زمین و آسمان کائنات کا خالق و مالک ہے۔ان کے جواب پر دقیانوس غصے میں آ گیا۔ان نوجوانوں میں سے ایک نوعمر لڑکے سے دقیانوس نے کہا کہ تم کو اب بھی میں مہلت دیتا ہوں۔اگر باز نہ آئے تو مار ڈالوں گا۔جب دقیانوس کسی کام کے لیے دوسرے شہر گیا تو ان نوجوانوں نے فیصلہ کیا کہ اپنے اپنے گھر سے کچھ رقم لیں اور اس کے بعد دوسرے علاقے

CC BY

میں ایک پہاڑ میں چھپ جائیں۔یعنی غار میں چھپ جائیں اور ہم اس خالق ومالک کی عبادت کریں گے اور اس دقیانوس ظالم سے بچ جائیں گے۔ نوجوان غار میں رک کر عبادت میں مشغول ہوگئے۔ دقیانوس نے ان نوجوانوں کے گھر والوں کو قید کرلیا اور ظلم وستم کیے۔اس کی اطلاع ان نوجوانوں کو ہوئی وہ نوجوان اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آہ گزاری کی دعائیں مانگیں۔اللہ تعالی نے اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دی اور نیند مسلط کردی۔ان کے ساتھ ان کا کتا بھی تھا اور کتا غار کے منہ پر اپنے پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا۔

دقیانوس نے نوجوانوں کی تلاش جاری رکھی اور دوسری طرف دقیانوس نے نوجوانوں کے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔دقیانوس کو ان نوجوانوں کا علم ہوگیا کہ وہ لوگ غار میں ہیں۔دقیانوس نے اپنے کچھ لوگوں کو وہاں باہر کھڑا کر دیا وہ لوگ بھی اندر سے صاحبِ ایمان تھے۔ وقت گزرتا گیا بادشاہ آتے جاتے رہے۔یہ نوجوان ۳۰۰سال تک سوئے رہے۔۳۰۹سال گزرنے کے بعد یہ نوجوان نیند کی آغوش سے باہر آئے۔ان نوجوانوں کو معلوم نہیں تھا کہ ۳۰۹سال گزر چکے ہیں۔نماز میں مشغول تھے کہ انہیں بھوک کا احساس ہوا۔ایک نوجوان باہر نکلا دقیانوسی سکہ دے کر روٹی مانگی۔ تانبائی سکہ دیکھ کر حیران ہوا۔اس نوجوان کو محسوس ہوا کہ ہر چیز بدلی ہوئی ہے۔پہلے جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ تمخیلا کے نہ آنے پر باقی اس کے ساتھی پریشان ہوگئے۔انہوں نے سوچا کہ کہیں تمخیلا بادشاہ دقیانوس کے ہتھے تو نہیں چڑھ گیا۔پریشانی کے عالم میں انہوں نے نماز پڑھنے کا فیصلہ کیا۔لوگ تمخیلا کو شکی نظروں سے دیکھنے لگے۔لوگ اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ تمخیلا نے سمجھا کہ یہ لوگ مجھے دقیانوس کے پاس لے کر جارہے ہیں۔ تمخیلا نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ میرا روپیہ ہے اور میں کھانا لینے غار سے باہر آیا ہوں۔ میرے باقی دوست کھانے کے منتظر ہیں۔ گفتگو کے بعد آریوس، طنطیوس اور چند لوگ تمخیلا کے ساتھ اس غار میں گئے۔ تاکہ اصحاب کہف کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ تمخیلا کے ساتھ آریوس اس غار میں داخل ہوا تابوت کو دیکھا جس پر چاندی کی میر لگی ہوئی تھی۔تابوت کھولنے کا حکم صادر کیا۔اس تابوت سے دو تختیاں نکلیں جن پر ان نوجوانوں کے نام تھے۔جو نوجوان ظالم بادشاہ دقیانوس سے خوفزدہ ہوکر غار میں چھپ گئے تھے۔ آریوس پر تمام حقیقت واضح ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ نے حشر کا ایک نمونہ ظاہر فرمایا اس واقعہ سے۔اس میں بڑا سبق ہے۔ آریوس نے ان نوجوانوں کو اللہ کے سپرد کیا۔وہ نوجوان اپنی اپنی جگہوں پر لیٹ گئے ان پر وفات واقع ہوگئی۔[٦٦]

"اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًاo"[٦٧]

(ان چند نوجوانوں نے جب غار میں پناہ لی تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کو آسان کردے۔)

۹۔ اصحاب فیل کی منظر کشی

فیل کے لفظی معنی ہے ہاتھی اور اصحاب فیل سے مراد ہاتھی والے لوگ[٦٨] ہیں۔عرب کے تمام لوگ اس سارے واقعے سے خوب واقف تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بکثرت مقامات پر (کیا تم نے نہیں دیکھا) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

سورۃ فیل کی آیت ۵۔۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

CC BY

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ o اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ o وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ o تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ o فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ o"(۶۹)

(تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے ان کی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیے جو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پھر پھینک رہے تھے، پھر ان کا یہ حال کر دیا جیسے جانوروں کا کھایا ہوا بھوسا۔)

اصحابِ فیل کا مختصر واقعہ

اصحاب فیل کا واقعہ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے ۵۵ قبل روز پیش آیا تھا۔ جو کہ کچھ یوں تھا کہ شاہ حبشہ کی طرف سے یمن میں جو حاکم مقرر تھا اس کا نام ابرہہ تھا اور اس نے ایک شاندار کتبہ بنوایا تھا۔ اس کا مقصد تھا کہ جب عرب کے لوگ حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں تو لوگ اس کتبہ کی شان و عظمت کو دیکھ کر مرعوب ہو کر اس کتبہ کی طرف آجائے کیونکہ ابرہہ نصرانی تھا۔ جب اس نے اعلان کیا تو خصوصاً قریش کو بہت ناگوار ہوا اور ان میں سے کسی شخص نے رات کے وقت جا کر گندگی سے آلودہ کر دیا۔ جس کی اطلاع جب ابرہہ کو ملی اور بتایا گیا کہ یہ کسی قریشی کا کام ہے تو اس نے قسم کھائی اور کہا کہ میں ان کے مقدس کعبے کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا (نعوذ باللہ)۔ اس کام کے لیے ابرہہ نے تیاریاں شروع کر دی اور بادشاہ نجاشی سے اجازت چاہی کہ اس نے اپنا ہاتھی جو کہ بڑا عظیم الشان ہاتھی تھا جس کا نام محمود تھا۔ ابرہہ کو دے دیا اور وہ کعبہ پر حملہ کرنے کے لیے نکل گیا اور اس کے ساتھ دوسرے ساٹھ ہاتھی بھی بھیج دیے۔ تجویز یہ تھی کہ بیت اللہ کے ستونوں میں زنجیریں باندھ کر ہاتھیوں کے گلے میں باندھ دیا جائے۔ پھر وہ مخالف سمت چلیں تو بیت اللہ (معاذ اللہ) زمین پر آگرے گا۔ جب عرب کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہ لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ادھر ابرہہ اپنا لشکر لے کر مکہ مکرمہ کے قریب مقام مغمس پر پہنچ گا۔ جہاں قریش کے اونٹ چر رہے تھے۔ ابرہہ نے ان پر حملے کر کے تمام اونٹ اپنے قبضے میں لے لیے جن میں سے دو سو اونٹ عبد المطلب کے تھے۔ ابرہہ نے اپنا سفیر حناطہ حمیری قریش مکہ کے مردارن کے پاس بھیجا اور پیغام بھجوایا کہ تم سے جنگ کرنے نہیں آئے۔ ہمارا مقصد کعبہ کو گرانا ہے اور اگر تم اس میں رکاوٹ نہ ڈالو تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہو گا۔ حناطہ کے اس پیغام پر عبد المطلب نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر اور یہ گھر اس کے خلیل نے بنایا ہے۔ وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ حناطہ نے عبد المطلب سے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ جب ابرہہ نے عبد المطلب کو دیکھا تو تخت سے نیچے اتر آیا اور اپنے برابر بٹھایا اور گفتگو کی تو عبد المطلب نے اپنے اونٹوں کے متعلق سوال کیا جس پر ابرہہ نے کہا کہ آپ کا کعبہ جو میں گرانے آیا ہوں اس کے متعلق کچھ نہیں بولا جس پر عبد المطلب نے بولا کہ وہ اللہ کا گھر ہے۔ وہ خود ہی اس کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ جس پر ابرہہ نے عبد المطلب کے اونٹ واپس کر دیے اور وہ اپنے اونٹ لے کر چلے گئے۔ پھر واپسی پر بیت اللہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر دعائیں کی جس میں باقی قریش بھی شامل تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو گا۔ اسی یقین کے ساتھ عبد المطلب اور دوسرے لوگ مختلف پہاڑوں پر چلے گئے۔ صبح ہوئی تو ابرہہ نے بیت اللہ پر چڑھائی چڑھا دی۔ اسی دوران ابرہہ کا وہ ہاتھی بیٹھ گیا۔ ہاتھی بانوں نے اسے اٹھانا چاہا مگر وہ نہ اٹھا۔ اس کے ناک میں لکڑ بھی ڈالی گئی مگر وہ پھر بھی کھڑا نہ ہوا۔ قدرت حق کا کرشمہ ظاہر ہوا تو پرندوں کی قطاریں نظر آئیں جو کہ کنکریاں اٹھائے ہوئے تھی اور یہ پرندے ابابیل تھے جنھوں نے ایک کنکری چونچ میں اور ایک ایک پنجے میں تھی۔ جب وہ ابرہہ کے لشکر پر گری تو اس کے لشکر بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ سب اسی طرح ہلاک ہو گئے۔

OPEN ACCESS
CC BY

مگر ابرہہ کو سخت سزا دینا تھی۔ اس کے جسم میں زہر سرایت کر گیا[۴۰] اور اس کا ایک ایک جوڑ گل سڑ گیا اور اس کو اسی حالت میں واپس یمن لایا گیا اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔

۱۰۔ قوم عاد کی منظر کشی

حضرت ہود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوم عاد کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔

"وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ۔"[۴۱]

(اور عاد کی طرف ہم نے بھیجا ان کے بھائی ہود کو۔ بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے۔)

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہدایت کے لیے بہت کوششیں کی مگر چند افراد کو چھوڑ کر کوئی بھی آپ پر ایمان نہ لایا۔ یہ لوگ بت پرست تھے۔ یہ لوگ سرکش اور متکبر تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام کی بار بار نصیحت کرنے کے باوجود یہ قوم اپنے نبی کی نافرمانی کرتی رہی۔ قوم عاد اپنے ہی ہاتھوں سے تراشے گئے بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ بلکہ وہ لوگ تو یہ کہتے تھے کہ تم ہمارے بتوں کو جو برا بھلا کہتے ہو اسی وجہ سے آپ کسی دماغی خرابی میں مبتلا ہو گئے ہو۔ اس لیے ایسی بات کرتے ہو۔ جس کے جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ گواہ ہے اور تم بھی گواہ رہنا میں اللہ کے سوا سب معبودوں سے بیزار ہوں تم اور تمہارے بت مل کر میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے جب تک اللہ نہ چاہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو طویل مہلت دی مگر انہوں نے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔

۱۰.۱۔ قوم عاد پر لعنت

سورۃ ھود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝"[۴۲]

(اور پیچھے سے آئی ان کو اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی سن لو عاد منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کی جو قوم تھی ہود کی۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر پھٹکار کی ہے یعنی یہ قوم دنیا و آخرت میں تباہ و برباد رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ لوگ دور ہو گئے۔ دنیا میں عذاب طوفان اور آخرت میں دائمی عذاب ہو گا۔

۱۰.۲۔ قوم عاد پر عذاب

سورۃ قمر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

" كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝"[۴۳]

OPEN ACCESS

CC BY

(جھٹلایا عاد نے پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑ کھڑانا، ہم نے بھیجی ان پر ہوا تُند ایک نحوست کے دن جو چلے گئے، اکھاڑ مارا لوگوں کو گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی۔)

قوم عاد نے اپنے پیغمبر کی تکذیب کی سو میرا عذاب ان تک آ پہنچا اور ان پر مسلسل سخت ہوا بھیجی۔ اس عذاب کا ذکر سورۃ الحاقۃ کی آیت نمبر ے میں ہے۔ مسلسل سات دن اور آٹھ راتوں تک یہ عذاب جاری رہا۔ اس کی رفتار اس قدر زیادہ تھی کہ مال و مویشی اور گھوڑوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر دے مارتی تھی اور اسی دوران ریت کا طوفان اٹھا جو تمام انسانوں پر گرا۔ سب لوگ ہلاک ہو گئے۔ وہ لوگ یوں اکھاڑ کر پھینک دیے گئے جیسے وہ کھجوروں کے اکھڑے ہوئے تنے ہوں۔ صرف حضرت ہود اور ان کے چند اصحاب ہی بچ گئے تھے۔

۱۱. قصہ صاحب الحوت کی منظر کشی

حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید کی متعدد سورتوں میں ذکر آیا ہے۔ جن میں انعام، یونس، الصافات، انبیا اور القلم شامل ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام کو ذوالنون اور صاحب الحوت کہہ کر صفات کا اظہار کیا گیا۔

۱۱.۱. حضرت یونس کی قوم

حضرت یونس علیہ السلام اہل نینویٰ کی رشد و ہدایت پر مامور تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام ایک عرصہ تک ان کی تبلیغ کرتے رہے مگر وہ لوگ بھی باقی قوموں کی طرح متکبر اور نافرمان ہی تھے۔ لیکن یہ لوگ سرکشی اور کفر و شرک میں مشغول رہے اور جب بھی حضرت یونس دین حق کی دعوت دیتے تو آپ تمسخر اڑاتے۔ جس کے باعث حضرت یونس کو بے حد رنج ہوا اور قوم نینویٰ پر غضبناک ہوئے اور عذابِ الٰہی کی بد دعا کر دی اور فرمایا انتظار کرو عذابِ الٰہی کا جو کہ تین دن بعد آئے گا۔ یہ کہہ کر حضرت یونس علیہ السلام دریائے فرات کے کنارے پہنچ گئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ حضرت یونس علیہ السلام چلے گئے ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم نے انہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ اس لیے ان کی کہی بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت یونس علیہ السلام بستی سے نکل گئے تھے۔ پھر جب[۴۷] صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ عذاب الٰہی سیاہ دھوئیں کی شکل میں ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے اور فضا آسمانی نیچے ان کے قریب ہونے لگا ہے۔ جس کے بعد ان لوگوں کو یقین ہو گیا۔ پھر آپ کی بستی کے لوگ حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے لگے تاکہ ایمان لے آئیں اور توبہ کر لیں مگر وہ نہ ملے۔

۱۱.۲. اہل نینویٰ کی توبہ

جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ اب عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے تو وہ لوگ ٹاٹ کر کپڑے پہن آتے اور میدان میں جمع ہو گئے اور گریہ وزاری کرنے لگے۔ اپنے اپنے گناہوں کی توبہ کرنے لگے اور ایک دوسرے سے معافیاں مانگنے لگے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور عذابِ الٰہی کو ہٹا لیا گیا۔

اس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

OPEN ACCESS
CC BY

"فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَؕ-لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍo"(۷۵)

(سو کیوں نہ ہوئی بستی کہ ایمان لائی پھر کام آتا ان کو ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب وہ ایمان لائی اٹھا لیا ہم نے ان پر سے ذلت کا عذاب دنیا کی زندگانی میں اور فائدہ پہنچایا ہم نے ان کو ایک وقت تک۔)

اور یوں قوم نینویٰ کی توبہ قبول ہوگئی اور وہ سب لوگ ایمان لے آئے۔ دوسری طرف حضرت یونس ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ راہ میں طوفانی ہوائیں چلنے لگیں اور کشتی ڈگمگانے لگی۔ جس کے باعث لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وہ شاید اب نہیں بچیں گے۔ جس کے باعث ان لوگوں نے مشورہ کیا کہ کسی ایک کو کشتی سے پھینکنا ہو گا۔ پھر انہوں نے قرعہ اندازی کی اور ہر بار حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ جس کے باعث ان کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کو ان کا نینویٰ کی بستی سے نکلنا پسند نہیں آیا۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی دریا میں چھلانگ لگا دی اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو مچھلی نے زندہ نگل لیا اور اللہ کے حکم سے آپ تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ادھر ہی آپ کی خوراک کا بھی انتظام کیا۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام بول اٹھے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ استغفار کرنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جو دعا فرمائی وہ یہ تھی:

" لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَo"(۷۶)

(الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی یکتا ہے۔ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ بلاشبہ میں اپنے نفس پر خود ہی ظلم کرنے والا ہوں۔)

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی درد بھری آواز سنی اور قبول کی اور پھر مچھلی کو حکم ہوا کہ وہ حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اگل دیا تو آپ بے حد کمزور ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے جسم کے بال بھی اتر چکے تھے۔ آپ کی حالت بالکل پیدا شدہ بچے جیسی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے ایک بیل دار درخت اگا دیا۔ اس بیل کی جڑ کو کیڑا لگ گیا اور اس نے جڑ کو کاٹ ڈالا جس پر آپ کو بے حد رنج ہوا۔ اسی بیل دار درخت سے آپ نے ایک جھونپڑی بنائی تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کے ذریعے احکام بتائے اور حکم دیا کہ واپس نینویٰ کی بستی کی طرف جائیں اور ان کی راہنمائی فرمائیں۔ جب آپ قوم نینوی میں واپس آئے تو قوم نے بے حد مسرت و خوشی کا اظہار کیا اور دین و دنیا میں راہنمائی کرتے رہے۔

۱۲۔ قصہ حضرت ابراہیم کی منظر کشی

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں میں ایک پیغمبر تھے۔ آپ خلیل اللہ کے لقب سے پکارے گئے۔ قرآن مجید میں بہت سارے انبیاء کا ذکر ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے تھے اور تمام انبیاء کے سردار حضرت محمد ﷺ بھی آپ ہی کی نسل سے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آپ ہی کی نسل سے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام آذر تھا۔

OPEN ACCESS

CC BY

۱۲.۱۔ دعوت و توحید

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس قوم میں پیدا ہوئے وہ بت پرست قوم تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی بت پرست تھے۔ دعوت توحید کا سلسلہ آپ نے اپنے گھر والوں سے کیا کیونکہ آپ کے والد خود اپنے ہاتھوں سے بت تراشا کرتے تھے۔

اس حوالے سے سورۃ مریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ۬-اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّاo اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْــٴًـاo یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّاo“[۷۷]

(اور ذکر کر اس کتاب میں ابراہیم کا۔ بے شک وہ تھا نہایت سچا نبی۔ جب کہا اس نے اپنے باپ سے اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے تو ایسی چیزوں کو جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ کام آسکیں تیرے کچھ بھی۔ اے میرے باپ یقیناً میرے پاس آیا ہے ایسا علم جو ملا تجھ کو تو پیروی کر میری میں لے چلوں گا تجھ کو سیدھی راہ پر۔)

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اپنی قوم کی طرح اپنے عقائد پر ڈٹے ہوئے تھے اور حضرت ابرہیم علیہ السلام انہیں بار بار دعوت حق کی تلقین فرما رہے تھے۔ مزید آگے سورہ مریم ۴۴۔۴۸ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے والد کے درمیان ہونے والی گفتگو کو بیان کیا گیا ہے۔

جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نے کہا کہ اے ابراہیم اگر تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے اور تم باز نہ آیا تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔ جس پر آپ نے انتہائی ادب و احترام سے فرمایا آپ پر سلامتی ہو۔

۱۲.۲۔ بت شکنی

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس قوم میں رہتے تھے وہ دو بار جشن منایا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی چلنے کو کہا مگر آپ نے منع فرما دیا اور اپنا عذر کیا۔ اس حوالے سے قرآنی آیات میں ہے:

”فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ8oفَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌo“[۷۹]

(اب ابراہیم علیہ السلام نے ایک نگاہ ستاروں کی طرف اٹھائی اور کہا میں تو بیمار ہوں۔)

بالآخر سب لوگ چلے گئے بڑے میدان کی طرف جشن کے لیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام موقع پا کر بت خانے میں چلے گئے۔ بسولا لے کر تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

”فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَo“[۸۰]

OPEN ACCESS
CC BY

(پس اس نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، سوائے ان کے ایک بڑے کے تا کہ وہ اسی کی طرف رجوع کریں۔)

جب لوگ واپس آئے تو انہوں نے دیکھا اور کہا کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا۔ جب ان لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ سب ابراہیم علیہ السلام کا کام ہے تو ان سب نے کہا کہ ہم اس کا بدلہ ضرور لیں گے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا گیا اور ان سے پوچھا گیا جس کے جواب پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ یہ بت موجود ہے اس سے پوچھو۔ جس پر سب شرمندہ ہوئے مگر اپنہ ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور سب نے مل کر سزا دینے کا فیصلہ کیا جن میں حضرت براہیم علیہ السلام کے والد بھی شامل تھے۔ لوگوں نے تمام ایندھن رکھ کر آگ لگادی، چنگاریاں اڑنے لگیں اور ایک منجنیق تیار کی گئی۔ جس کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا جائے گا۔ آپ کو آگ آلاؤ میں ڈال دیا گیا۔ ابھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوا میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَo"(۸۱)

(ہم نے کہا اے آگ! ابراہیم پر سرد اور راحت ہو جا۔)

بحکم وہ آگ گلزار ہو گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اسی دن نمرود اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان مناظرہ ہوا جس میں نمرود نے اپنی خدائی کا دعویٰ کیا۔ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کیا اور فرمایا:

"ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے لہٰذا تو اسے مغرب سے نکال دے"(۸۲)

نمرود نے ہر بار دعوت توحید کو انکار کر دیا اور پھر ایک لشکر تیار کرنے لگا تا کہ ابراہیم کے رب سے مقابلہ کر سکے۔ جس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ادنٰی سی مخلوق مچھر کو مسلط کر دیا۔ مچھر نمرود کی ناک میں گھس گیا اور اس کا مغز کھانے لگا۔ یوں وہ عذاب الٰہی کا شکار ہوا۔ اسی طرح ہلاک ہو گیا۔

۱۲.۳۔ آبِ زم زم کا نکلنا

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت بی بی ہاجرہ علیہا السلام اور اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی ایسی وادی میں چھوڑ آئے جہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ حضرت بی بی ہاجرہ علیہا السلام اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی اور خود مشکیزے سے پانی پیتی۔ جب پانی ختم ہو گیا تو پانی کی تلاش میں ادھر ادھر بھاگنے لگی۔ وہ ایک پہاڑ سے پہاڑ تک چکر لگاتیں۔ پانی کی تلاش میں اس طرح انہوں نے ساٹھ چکر لگائے۔ صفا مروہ کے جب واپس آئی تو دیکھا حضرت اسماعیل علیہ السلام پیاس کی شدت سے جہاں ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ وہاں سے بحکم الٰہی پانی کا فوارہ چل پڑا۔ جو کہ آب زم زم کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جو قیامت تک جاری رہے گا۔ پھر بی بی ہاجرہ علیہا السلام نے ہاتھ سے رکاوٹ بنانے لگیں پھر پانی کو مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔ پھر آپ نے پانی پیا اور بچے کو دودھ پلایا۔

۱۲.۴۔ عظیم قربانی

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک آزمائش تھی جس میں انہیں اپنے پروردگار سے حکم ملا کہ وہ اپنی سب سے زیادہ عزیز چیز کی قربانی دیں۔ جس پر انہوں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنے بیٹے کی قربانی کے لیے تیار ہو گئے۔ دونوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم

OPEN ACCESS
CC BY

تسلیم کر لیا تھا۔ پھر اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا جلدی کیجیے یہ نہ ہو کہ تاخیر ہو جائے جب شیطان لعین وسوسے ڈالنے لگا وہ تو چاہتا ہی ہے کہ ہم کو راستے سے ہٹا دے۔

جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس لعین پر پتھر مار تب باپ بیٹے دونوں نے پتھر مارے جو کہ اب حاجیوں کی سنت ہے پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے لگے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی کو قبول کیا اور قربانی کے لیے مینڈھا بھیج دیا۔ جس کے بعد یہ قربانی سنت ابراہیمی کے نام ادا کی جانے لگی مگر صرف وہ لوگ اس سنت کو ادا کریں گے جو کہ صاحب استطاعت ہو دین اسلام میں اپنے بندوں کے لیے آسانیاں ہی رکھیں۔

۱۲.۵۔ بیت اللہ کی تعمیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کی تعمیر کی جو کہ پہلی مسجد تھی۔ جس میں اللہ کی عبادت کی جائے گی۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی جارہی تھی تو دیوار کعبہ زیادہ اونچی بن گئی جس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ان کو ایک پتھر لا کر دیا۔ جس پر کھڑے ہو کر تعمیر جاری رکھی۔ اس لیے اس پتھر کو مقام ابراہیم کہتے ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

خلاصہ بحث

اللہ تعالی نے انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے متعدد انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور متعدد صحیفے اور کتب نازل فرمائی اور اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید کو نازل فرمایا تاکہ لوگ فلاح پائیں اور انسانی زندگی کے متعلق متعدد احکامات جاری کیے تاکہ انسان اپنی دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی میں نجات پاسکے۔

قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان قرآن مجید میں موجود احکامات کو سمجھے اور عمل کرے۔اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بہت سی ایسی صورتیں نازل فرمائی کہ جن کا مقصد صرف اور صرف انسانیت کی راہنمائی کرتا تھا جیسے کہ آخرت کی زندگی کا تصور، کیے گئے اعمال کا حساب وکتاب اور جزاو سزا کا تصور اور انسانوں کی فلاح کے متعلق احکامات بنائے گئے۔جن پر عمل کرکے انسان کامیاب زندگی گزار سکتا ہے اور آخرت میں فلاح پاسکتا ہے۔اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جتنی بھی سورتیں نازل فرمائی ہے۔اُن کا مقصد صرف اور صرف انسانوں کی راہنمائی کرنا ہے۔

CC BY

تجاویز و سفارشات

قرآن مجید ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے۔ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس میں مختلف انبیاء کے حوالے سے واقعات اور احکامات ملتے ہیں جن کی منظر کشی اس طرح کی گئی ہے کہ گویا سب آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو کہ بغیر کسی رومانوی داستان کے اس طرح نازل کیا گیا کہ پڑھنے والا بے زار ہوئے بغیر اس کو پڑھتا ہی جاتا ہے اور بار بار پڑھتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے ایسے واقعات کا ذکر موجود ہے جو کہ گزرے زمانے اور موجودہ زمانے کے دونوں کا ذکر موجود ہے جیسے کہ دنیا و آخرت کی زندگی کائنات کی تخلیق اور مختلف واقعات کا ذکر ہے۔

CC BY

حوالہ جات

1۔ Facebook+reactions7yearsago 10 Dec 2023, 11:03 PM

2۔ العنکبوت(۲۹):۵۴

3۔ محمد شفیع صاحب، مفتی، مولانا، حضرت، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، اپریل ۲۰۰۹ء، ج۵، ص ۲۳۹

4۔ مریم(۹۱): ۸۷

5۔ ابراہیم(۱۴): ۱۶

6۔ المؤمن(۴۰) ۷۱۔۷۲

7۔ النباء(۷۸): ۲۴۔۲۵

8۔ الغاشیہ(۸۸):۵

9۔ اشرف علی تھانوی، مولانا، بیان القرآن، مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار، لاہور، ۱۹۵۳ء، ج۳، ص ۲۵۴، ۳۷۳

10۔ الدخان(۴۴):۴۳۔۴۵

11۔ الواقعہ(۵۶):۵۲۔۵۳

12۔ الغاشیہ(۸۸):۶

13۔ المرسلات(۷۷):۳۰۔۳۲

14۔ الغاشیہ(۸۸):۴

15۔ محمد تقی عثمانی، مفتی، آسان ترجمہ القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۱۴ء، ج۳، ص ۱۸۶۲، ۱۸۶۸، ۱۸۹۹، ۱۹۵۶

16۔ المطففین(۸۳):۷

17۔ ایضاً، ج۳، ص ۱۸۶۲، ۱۸۶۸، ۱۸۹۹، ۱۹۵۶

18۔ النباء(۷۸):۲۱۔۲۳

19۔ ابوعبدالرحمٰن، شبیر بن نور، جنت کی راہ، نور اسلام اکیڈمی، جولائی ۱۹۹۵ء، ص ۱۰۰۔۱۰۲

20۔ اقبال کیانی، محمد، جنت کا بیان، حدیث پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۸۸، ۱۱۲

21۔ طٰہٰ(۲۰):۱۱۸

22۔ رعد(۱۳):۳۰

23۔ اٰل عمران(۳):۱۳۳

24۔ النباء(۷۸):۳۵

25۔ الواقعہ(۵۶):۳۲۔۳۳

CC BY

26۔ البروج(۸۵):۱۱
27۔ محمد(۴۷):۱۵
28۔ الذاریات(۵۱):۱۵۔۱۶
29۔ الواقعہ(۵۶):۲۲۔۲۳
30۔ الرحمٰن(۵۵):۵۴
31۔ الواقعہ(۵۶):۳۶۔۵۶
32۔ الدھر(۷۶):۱۴
33۔ فاطر(۳۵):۳۳
34۔ الواقعہ(۵۶):۲۱
35۔ الطور(۵۲):۲۲
36۔ https://www.rekhtadictionary.com Wed Dec 2023 7:44 PM
37۔ طٰہٰ(۲۰):۱۷
38۔ الازھری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، پبلی کیشنز، لاہور، ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ، ج۵، ص ۴۵۳
39۔ المرسلات(۷۷):۸۔۱۱
40۔ مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ج۳، ص ۱۲۲۔۱۲۳
41۔ طٰہٰ(۲۰):۱۰۲
42۔ الحاقہ(۶۹):۱۴
43۔ الزلزال(۹۹):۱
44۔ التکویر(۸۱):۱۔۲
45۔ القادری، ابوالصالح محمد قاسم، مفتی، صراط الجنان، تفسیر القرآن، مکتبہ المدینہ فیضان مدینہ کراچی، شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ، ج۱۰، ص ۴۳۳
46۔ یٰسین(۳۶):۸۱
47۔ السجدہ(۳۲):۴
48۔ عمادالدین، امام المفسرین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ اسلامیہ، ج۳، ص ۱۱۲
49۔ الحجر(۱۵):۱۶
50۔ ابوالکلام احمد، مولانا، ترجمان القرآن، مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور، جلد دوم، ص ۳۰۹، ۳۱۰، ۵۲۶، ۵۲۷
51۔ النمل(۱۶):۱۰

CC BY

52- عماد الدین، امام المفسرین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ اسلامیہ، ج۵، ص ۴۹۵۔۴۹۶
53- النازعات (۷۹):۳۲
54- النباء (۷۸):۷
55- https://www.rekhtadictionary.com 24 Jan 2024, 7:41 PM
56- القادری، ابوالصالح محمد قاسم، مفتی، صراط الجنان، تفسیر القرآن، مکتبہ المدینہ فیضان مدینہ کراچی، جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ، ج۵، ص ۴۱۴۔۴۱۵
57- بنی اسرائیل (۱۷):۱
58- النجم (۵۳):۱۴۔۱۵
59- مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ج۲، ۴۰۔۴۱
60- الاعراف ۷():۵۹
61- عماد الدین، امام المفسرین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ اسلامیہ، ج۲، ص ۷۶۸، ۷۶۴، ۷۶۶
62- ھود (۱۱):۳۷
63- محمد تقی عثمانی، مفتی، آسان ترجمہ القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ج۳، ص ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵
64- النمل (۲۷):۱۷
65- ص (۳۸):۳۶۔۳۷
66- https://www.dailypakistan.com.pk 25 Jan 2024 11:04 PM
67- الکھف (۱۸):۱۰
68- محمد شفیع صاحب، مفتی، مولانا، حضرت، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، اپریل ۲۰۰۸ء، ج۶، ص ۲۳۱
69- فیل (۱۰۵):۱۔۵
70- محمد شفیع صاحب، مفتی، مولانا، حضرت، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، اپریل ۲۰۰۸ء، ج۴، ص ۶۳۴
71- ھود (۱۱):۶۰
72- محمد شفیع صاحب، مفتی، مولانا، حضرت، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، اپریل ۲۰۰۸ء، ج۴، ص ۶۳۵
73- ھود (۱۱):۶۰
74- محمد شفیع صاحب، مفتی، مولانا، حضرت، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، اپریل ۲۰۰۸ء، ج۶، ص ۲۳۱
75- القمر (۵۴):۱۸۔۲۰
76- محمد شفیع صاحب، مفتی، مولانا، حضرت، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، اپریل ۲۰۰۸ء، ج۴، ص ۵۶۵
77- یونس (۱۰):۹۸

CC BY

78۔ https://www.askislampedia.com 25 Jan 2024, 10:00 PM

79۔ https://roznama92news.com 26 Jan 2024, 10:40 PM

CC BY